اسلامی معاشیات ومساوات
کا
تقابلی جائزہ

اس میں ہندو دھرم میں نسلِ انسانی کی تقسیم اور اس کا اثر معاشیاتی دنیا پر بتانے کے بعد بدھ، یہودی اور عیسائی مذہب میں عدم مساوات کا ذکر ہے کرنے کے بعد اسلام کا مساوات اور معاشیاتی نظریہ قرآن کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

جمعیت پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، (یو، پی)

©جملہ حقوق محفوظ

نام	:	اسلامی معاشیات ومساوات کا تقابلی جائزہ
مصنف	:	مفتی محمّد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	جمعیت پیامِ امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج، لکھنو۔
کمپوزیٹر	:	عرفان احمد
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۳۰۰۰
سال	:	۲۰۱۰
قیمت	:	۲۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher : Jamiat Payam-e-Amn, Nadwa Road, Daliganj, lucknow.

Website: Website: islamicjpamn.com

E-Mail: jpa_lko@yahoo.com, siddiquilko@yahoo.com

Phone No. 9919042879, 9984490150 -Phone & Fax-0522-2741906

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)

۲۔ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)

۴۔ جامعہ دارارقم، ارقم نگر، محمد پور گونتی (فتحپور) ہسوہ

۵۔ مکتبہ حرمین امین آباد، مرکز والی مسجد (لکھنؤ)

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
مقدمہ	۶
مختلف مذاہب کے معاشی اصولوں کا تقابلی مطالعہ	۸
ہندودھرم اور مساوات	۹
فطرت کے مخالف عمل	۹
عدم مساوات کا اثر معاشیاتی دنیا میں	۱۰
ہندو معاشرے میں پیشے کی تقسیم	۱۰
ہر ذات کی غذا اور لباس میں فرق	۱۰
ویدوں کے مطابق منھ سے برھمن کی پیدائش	۱۱
شودر کی زبان میں سوراخ کردیا جائے	۱۱
چھتری کے فرائض	۱۲
ویش کے فرائض	۱۲
شودر کے فرائض	۱۳
سود کے لین دین میں بھی فرق	۱۴
میراث میں بھی عدم مساوات	۱۴
صرف اپنی ذات والی سے شادی کرسکتا ہے	۱۴
بدھ مت کا معاشرتی نظام	۱۵
یہودیت کا معاشرتی نظام	۱۶
یہود اور غیر یہود میں فرق	۱۶
غیر یہودی سے معاشی تعلقات کی ممانعت	۱۷
اشیاء سے عدم افادیت	۱۷

موضوع	صفحہ نمبر
بیل کے پہلے بچے سے کام نہ لیا جائے	۱۷
بیل کا گوشت	۱۸
چربی کا حکم	۱۸
کفارہ میں جلانے کا حکم	۱۸
عیسائیت کا معاشرتی نظام	۱۹
کلیسا کی بنیاد رہبانیت پر ہے	۱۹
جسم اور روح کے مخالف عمل	۱۹
دولت کا انکار	۲۰
بھائی چارہ صرف بنی اسرائیل تک	۲۱
یورپی اور غیر یورپی عیسائی میں فرق	۲۲
نسلی امتیاز	۲۳
نوکروں، غلاموں کے ساتھ معاملہ	۲۳
کلیسا کی بنیاد رہبانیت ہے	۲۴
عیسائیت میں معاشی نظام کا فقدان	۲۴
اسلام کا نظام معاشرت	۲۵
قرآن میں رہبانیت کی ممانعت	۲۶
قرآن مجید کا معاشی نظام	۲۶
انسان عمدہ سے عمدہ چیزیں پسند کرسکتا ہے	۲۶
زمین اور زمین میں جو کچھ ہے سب انسان کے لئے ہے	۲۷
قرآن زمین اور آسمان کی نعمتوں سے دور نہیں کرتا	۲۸
دین و دنیا کی جامعیت	۲۸
عبادت کا شوق	۲۹

موضوع	صفحہ نمبر

اچھے لوگوں کے ساتھ	۲۹
مجاھدین کی فضیلت	۳۰
رسول اللہ ﷺ کامل نمونہ ہیں	۳۰
قرآن میں بھائی چارہ کی تعلیم	۳۱
رسول اللہ ﷺ کی ترغیب	۳۲
اسلام میں نسل ورنگ کا کوئی فرق نہیں	۳۳
قریش قبائل کا حال	۳۴
آزادی اور مساوات	۳۵
اسلام ہر قسم کی غلامی کو ختم کرتا ہے	۳۵
اسلامی جمہوریت	۳۵
آزادی پیشہ	۳۶
جہل سے آزادی	۳۶
عورتوں کے حقوق	۳۶
غلامی سے آزادی	۳۷
غلاموں، نوکروں اور مزدوروں کے ساتھ معاملات	۳۸
غیر مسلموں سے معاملات کی آزادی	۳۹

مقدمہ

آج ہی نہیں بلکہ تاریخ کے نامعلوم زمانے سے انسان اس سوال کے حل میں مصروف ہے کہ معاشی مشکلات کا اگر بالکلیہ خاتمہ نہ ہوسکے تو کم از کم ممکنہ حد تک آسانیاں پیدا کی جاسکیں، مختلف قوموں نے مختلف زمانوں میں اس کے مختلف حل پیش کیے اور آج تک دنیا اسی میں لگی ہوئی ہے۔

اس سلسلہ میں برہمنیت، بدھ مت، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا معاشی نقطۂ نظر سے تذکرہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ

(۱) مذہب کا ایک نقطۂ نظر تو یہ ہے کہ اپنی زندگی کی مثالوں سے دنیا کی جس جس چیز کو اپنے لئے بے کار ثابت کردے اسی قدر مذہبی کمال ہے۔ کھانے پینے اوڑھنے اور پہننے کی چیزیں ہی نہیں بلکہ ہوا جس سے سانس لی جاتی ہے اس سے بھی دور رہے تو وہی سب سے زیادہ کامل انسان ہے۔

(۲) دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ انسان مادہ پرست اور خونخوار درندہ ہوجائے کہ حق سب میرا ہے اور فریضہ مجھ پر کچھ بھی عائد نہیں۔

(۳) ان دونوں انتہا پسندیوں کے بین بین ایک اور نقطۂ نظر یہ ہے کہ انسان تو خدا کے لیے ہو لیکن خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز انسان کی خدمت گزار ہو، چنانچہ زمین اور زمین میں جو کچھ ہے، جس قدر اس کی ایک ایک چیز کو انسانیت کے لیے مفید ثابت کیا جائے اسی قدر آسمانی کتاب کی صداقت واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک جس مذہب کو پیش کرتا ہے وہ کھلے لفظوں میں اپنے ماننے والوں کو دعوت دیتا ہے کہ زمین اور زمین میں جو کچھ ہے تحقیقات کرے کہ وہ انسان کے کسی نہ کسی ضرورت کے لئے ہے۔

پھر بھائی چارے کے معاشی اثرات سے بحث کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ باہمی قربانیوں اور برادرانہ الفت کے ذریعہ سے چاہا جائے تو صارفین اور پیداکنندوں کے درمیان خودغرضیوں کی جو خلیج حائل ہے، اُسے بہ آسانی اسلامی اصول معاشیات کی پابندی کرکے ختم کرسکتے ہیں۔

اس کتاب میں مختلف مذاہب کا معاشرتی نظام پیش کیا گیا ہے جس کا اثر معاشیات پر پڑتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس طرح کی کوششوں کو قبول فرما کر انسانیت کے درمیان مساوات کو قائم کرنے اور اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیدا کرنے والے مالک کا شکرگزار بندہ بن کر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲۰۱۰/۰۴/۱۹

مختلف مذاهب کے معاشی اصولوں کا تقابلی مطالعہ

مختلف مذاہب کے احکام وتصورات نے لوگوں کی معاشی زندگی پر جو خالص اثر ڈالا ہے، اس کے تقابلی مطالعے کے لیے تو ایک علیحدہ مقالہ کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف چند خاص پہلوؤں کو واضح کرنا ہمارا مقصد ہے۔ اس مقالے کا مقصد تو محض اسلام کے معاشی اصولوں کی توضیح اور تشریح ہے، لیکن اسلامی اصولوں کو بخوبی سمجھنے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ دوسرے مذاہب کے متبعین دور حاضر میں جن اصولوں کو اپنی معاشی زندگی کا مدار ٹھیراتے ہیں اُن سے تھوڑی بہت آگاہی حاصل کرلی جائے۔ اسی سے اس بات کا اندازہ ہوسکے گا کہ زندگی کے پُر مشقت ماحول میں کون سے اصول حقیقی اور برمحل افادیت کا مظہر ہوسکتے ہیں۔

آج ہی نہیں بلکہ تاریخ کے نامعلوم زمانے سے انسان اس سوال کے حل میں مصروف ہے کہ معاشی مشکلات کا اگر بالکلیہ خاتمہ نہ ہوسکے تو کم ازکم ممکنہ حد تک ان دشواریوں میں کیا آسانیاں پیدا کی جاسکتی ہیں؟ مختلف قوموں نے مختلف زمانوں میں اس کے مختلف حل پیش کیے ہیں، اور آج تک دنیا اسی ادھیڑ بن میں لگی ہوئی ہے۔

ایک گروہ تو ان لوگوں کا ہے جنھوں نے بجائے ''باہر'' کے خود انسان کے ''اندر'' کی طرف توجہ کرکے انسان کے معاشی مشکلات دَرد اور دکھ میں حصہ لینے کی کوشش کی، چنانچہ برہمنیت، بدھ مت، یہودیت اور عیسائیت وغیرہ نے بھی مذکورہ بالا طریقہ اختیار کیا ہے۔

ہندو دھرم اور مساوات

گیتا کا ایک شلوک ہے کہ ''جیسے دھویں میں آگ چھپی رہتی ہے اور غبار سے آئینہ ڈھکا رہتا ہے اور جھلی میں بچہ پوشیدہ رہتا ہے، اسی طرح انسان خواہشوں سے لپٹا رہتا ہے۔

(بھگوت گیتا۔ ادھیائے سوم منتر نمبر (۳۸) صفحہ (۹۵) مترجمہ منشی شیام سندر لال مطبوعہ نول کشور پریس ۱۸۸۴ء)

نیز منوجی نے اپنی اسمرتی میں لکھا ہے کہ ''جس چیز کی خواہش دل کو ہوتی ہے۔ جس طرح گھی ڈالنے سے آگ تیز ہوتی ہے۔''

(منو اسمرتی ادھیائے ۲ منتر ۹۴ صفحہ ۳۷ مترجمہ لالہ سوامی دیال)

ان خواہشات کے حل کا انہوں نے یہ طریقہ بتایا کہ ''انسان اپنے اپنے خواہشات سے اندریوں (حواس خمسہ) کو روکے۔ اس طرح جیسے رتھ بان گھوڑے کو لگام سے روکتا ہے۔ (منو اسمرتی ادھیائے ۲ منتر ۸۸ صفحہ ۳۶)

فطرت کے مخالف عمل

یعنی آنکھ کو دیکھنے سے، زبان کو ذائقے سے، ناک کو سونگھنے سے، کان کو سننے سے، بدن کو چھونے سے روکے اور ایک خاص عمر میں پہنچ کر رہبانیت اختیار کرے۔ اور ''چمڑا یا کپڑے کا ٹکڑا پہن کر صبح وشام اشنان کرے۔ داڑھی، مونچھ، بال اور ناخن بڑھائے یعنے حجامت نہ بنوائے۔ (منو اسمرتی ادھیائے ۶ منتر نمبر ۶ صفحہ ۱۹۰)

گرمی میں آگ تاپے، برسات میں میدان میں رہے، اور جاڑے میں گیلا کپڑا پہنے رہے۔ (منو اسمرتی ادھیائے ۶، نمبر ۲۳، صفحہ ۹۳)

یہی نہیں بلکہ ''سکھ (راحت) کے واسطے کوشش اور تدبیر نہ کرے برہم چاری ہوکر زمین پر سوئے اور درخت کی جڑ میں قیام کرے اور قیام گاہ سے محبت نہ رکھے۔''

(منو اسمرتی ادھیائے ۶، منتر نمبر ۲۶، صفحہ ۱۹۴)

عدم مساوات کا اثر معاشیاتی دنیا میں

ہندو دھرم نے معاشرہ میں تقسیم عمل کا نقشہ بھی پیش کیا ہے۔ برہمن کو معاشرہ میں خاص درجہ دیا گیا ہے کہ ''برہمن اپنی پیدائش ہی سے دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔''
(منواسمرتی ادھیائے ۱۱ منتر ۸۵، صفحہ ۴۳۳)

اور برہما جی نے اپنی عبادت کے زور سے برہمن کو اپنے منہ سے پیدا کیا۔''
(منواسمرتی ادھیائے ۱، نمبر ۹۴، صفحہ ۱۱۷)

جس طرح برہمن معاشرہ میں سب سے اعلیٰ ہے، اسی طرح اس کے برعکس شودر سب سے پست ہے کہ ''وہ عضو حقیر یعنی پاؤں سے پیدا ہوا ہے۔''
(منواسمرتی ادھیائے ۸، نمبر ۲۷۰، صفحہ ۲۹۹)

ہندو معاشرے میں پیشے کی تقسیم

ہندوؤں کا معاشرہ پیشے کے لحاظ سے چار بڑی ذاتوں برہمن، چھتری، ویش، اور شودر پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک وہ طبقہ ہے جو سوسائٹی سے باہر ہے جس میں چنڈال وغیرہ شامل ہیں۔ ''چنڈال وسوپچ (نیچ قوم) یہ دونوں گاؤں کے باہر قیام کریں۔ برتن وغیرہ سے محروم رہیں۔ ان کی دولت سگ وخر ہے۔'' (منواسمرتی ادھیائے ۱۰، منتر نمبر ۵۱، صفحہ ۳۹۹)

''چنڈال وغیرہ مردے کے کپڑے پہنیں اور پھوٹے برتن میں بھوجن کیا کریں۔''
(معاشیات ہندازجتھارو بری جلد اوّل صفحہ ۱۰۴ ساتواں ایڈیشن ۱۹۴۲ء)

ہر ذات کی غذا اور لباس میں فرق

ہر ایک ذات دوسری ذات سے بودوباش، غذا، آلات وظروف، لباس وغیرہ میں مختلف ہے۔ ایک ہی چیز جو ایک ذات کے یہاں غذا ہے تو دوسری کے یہاں خدا ہے۔

ایک ذات کے لوگ نہ تو دوسری ذات کے ساتھ کھا پی سکتے ہیں اور نہ اُٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی شادی بیاہ کر سکتے ہیں۔ ''چھوٹی ذات والا کسی ایسی دُکان میں داخل ہونے یا ایسی سڑکوں سے گزرنے کے قابل نہیں ہوتا جہاں اونچی ذات کے دُکاندار رہتے ہوں۔''
(معاشیات ہندازجتھا روبیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۴، ساتواں ایڈیشن ۱۹۴۲ء)

ویدوں کے مطابق منہ سے برھمن کی پیدائش

ذات پات کا تذکرہ ویدوں میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ رگ وید میں ہے کہ ''جبکہ دیوتاؤں نے مرد کے جسم کو تقسیم کیا کتنے ٹکڑے اس کے جسم کے کیئے؟ اس کے منہ سے کیا بنا؟ اس کے بازو سے کیا بنا؟ اس کی زانوں اور پاؤں سے کیا بنا؟ برہمن اس کے منہ سے پیدا ہوئے۔ راجنیا (چھتری) اس کے بازو سے، ویش اس کے زانو سے، اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوئے۔'' (رگ وید باب دس منتر نمبر ۹۰)

ویدوں کے علاوہ گیتا میں بھی ذات پات کا تذکرہ ملتا ہے ''سری بھگوان نے فرمایا کہ گن اور کرم (پیشہ) کی رو سے ہم نے چار ورن پیدا کیے اس کا کرتا اور اکرتا اور میں ہی لازوال ہوں۔'' (گیتا ادھیائے ۴، منتر ۱۲، صفحہ ۱۰۶)

ذاتوں کا تذکرہ ہندو دھرم کی رزمیہ نظموں مہابھارت، رامائن اور پرانوں میں بھی موجود ہے۔ اور منوجی نے بھی اپنی اسمرتی میں نہایت شدومد سے ذاتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ''ساکن اور متحرک چیزوں میں کیڑا افضل ہے۔ اس سے چوپایہ، اس سے آدمی اور اس سے برہمن افضل ہے۔'' (منواسمرتی ادھیائے ۱، منتر ۹۶، صفحہ ۱۸)

شودر کی زبان میں سوراخ کر دیا جائے

جس طرح برہمن سب سے اعلیٰ ہے، اسی طرح اس کے برعکس شودر سب سے

پست ہے کہ ’’اگر شودر، برہمن، چھتری یا ویش سے سخت زبانی کرے تو، اس کی زبان میں سوراخ کیا جائے کیونکہ وہ عضو حقیر یعنی پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔‘‘
(منواسمرتی ادھیائے ۸، منتر نمبر ۲۷۰، صفحہ ۲۹۹)

مختصر یہ کہ کسی شخص کی حیثیت اور پیشہ کا تعین سراسر اس کی ولادت کے ذریعہ ہوتا ہے۔
ہندو دھرم میں ہر ذات کے لئے علیحدہ پیشہ مقرر کر دیا گیا ہے، ا۔ برہمن کے فرائض۔ دان دینا اور دان لینا۔ شاستر پڑھنا اور پڑھانا وغیرہ
(منواسمرتی ادھیائے ۱، منتر ۸۸، نیز ادھیائے ۱۰، منتر ۷۵، گیتا ادھیائے ۱۸، منتر ۴۲]

دھرم کی رو سے ’’چھوٹی ذات والا بڑوں کے کرم (پیشہ) سے اوقات گزاری کرے تو راجہ اس کو بے دخل کر کے جلد اپنے ملک سے نکال دے۔‘‘

چھتری کے فرائض۔

رعایا کی حفاظت کرنا۔ دان دینا۔ دنیا کی نعمتوں میں دل نہ لگانا۔ (منوسمرتی ادھیائے ۱ منتر نمبر ۸۹، نیز ادھیائے ۱۰، منتر ۸۰، گیتا ادھیائے ۱۸، منتر ۴۳]
’’برہمن کی خدمت شودر کی بڑی عبادت ہے۔ اس کو چھوڑ کر اور جو کچھ کرتا ہے وہ سب بے ثمر ہے۔‘‘

ویش کے فرائض۔

تجارت کاشتکاری، گلہ بانی، سود بیاج لینا دان دینا (منواسمرتی ادھیائے ۱، منتر ۹۰، صفحہ ۱۷ نیز ادھیائے منتر نمبر ۳۲۶۔ گیتا ادھیائے ۱۸، منتر ۴۴)
’’اے کنتی کے فرزند! اپنا کرم (پیشہ) اگر باعیب بھی ہو تو اس کو نہ چھوڑنا چاہیے سب کاموں کے آغاز عیب سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اس طرح جیسے آگ دھویں سے لپٹی رہتی ہے۔‘‘

شودر کے فرائض۔

’’شودر کے لیے ایک ہی کرم (پیشہ) پربھو (اللہ) نے ٹھہرایا ہے یعنی صدق دل سے ان تینوں ذاتوں کی خدمت کرے۔‘‘ (منواسمرتی ادھیائے ۱، منتر ۹۱، صفحہ ۱۶ نیز گیتا ادھیائے ۱۰، منتر ۴۴) (منواسمرتی ادھیائے ۱۰، منتر ۹۶، صفحہ ۴۰۹) (منواسمرتی ادھیائے ۱۰، منتر نمبر ۱۲۳، صفحہ ۴۱۴
(گیتا ادھیائے ۱۸، منتر نمبر ۴۸، صفحہ ۴۹)

اس نظام میں اہل پیشہ کو عموماً حقیر اور ادنی تصور کیا جاتا ہے۔
حسب ذیل پیشہ ور حقیر اور ناپاک تصور کیے جاتے ہیں۔ ’’کھال۔ ہڈی اور بال کھانے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہی ان کے ساتھ بھوجن کرنے سے ہوتی ہے۔‘‘
(منواسمرتی ادھیائے ۴، منتر نمبر ۳۲۱، صفحہ ۱۵۲) وہ پیشہ حسب ذیل ہیں:۔
بڑھئی۔ وید (طبیب، ڈاکٹر) درزی۔ سُنار۔ لوہار۔ ہتھیار فروخت کرنے والا۔ رنگریز۔ بیاج سے جینے والا۔ نٹ۔ گانے والا۔ دھوبی۔ معمار وغیرہ۔
(منواسمرتی ادھیائے ۴، منتر نمبر ۲۱۰ تا ۲۱۶، صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۱)

جن برہمنوں کو منوجی نے بھوجن کرانے یا سوسائٹی میں بٹھانے کے لائق نہیں کہا وہ یہ ہیں۔
بنیوں کے کرم سے جینے والا (تاجر) مزدوری لیکر رعیت یا راجہ کی فرماں برداری کرنے والا (یعنی ملازمین سرکار) سود بیاج سے اوقات بسر کرنے والا (بینکر، ساہوکار) مزدوری لیکر پڑھانے والا (مدارس کے اساتذہ اور کالج کے پروفیسر) مزدوری دیکر پڑھنے والا (طلبا جو مدارس اور کالجوں میں فیس دیکر تعلیم حاصل کرتے ہیں) سمندر میں جانے والا پرند پالنے والا (پولٹری میجر) لڑائی کے لیے اسلحہ کا علم سکھانے والا۔ مزدوری لیکر درخت لگانے والا (باغبان ملازمین جنگلات وغیرہ) کتوں سے کھیل کرنے والا۔ باز وغیرہ

پرندے سے اوقات بسر کرنے والا۔ کاشتکار۔ گلہ بان وغیرہ۔

''سب وشٹوں میں بڑا وشٹ (بداعمال) سنار ہے جب وہ قصور کرے تو جرم کے موافق تھوڑے تھوڑے عضو کو چھری سے کاٹا جائے۔'' (منواسمرتی ادھیائے ۹، منتر نمبر ۲۹۲ صفحہ ۳۷۹)

جو شودر اپنا خدمت گزار اور اپنی پناہ میں ہے، اس کو جھوٹا غلہ اور پرانا کپڑا بلغیر ساز کا دھانیہ چار پائی و گھر کا پرانا اسباب دینا چاہیے۔'' (منواسمرتی ادھیائے ۱۰، منتر نمبر ۱۲۵، صفحہ ۴۱۴)

سود کے لین دین میں بھی فرق

ہندو معاشرہ میں خالص معاشی معاملات میں بھی امتیاز رکھا گیا ہے۔ مثلاً قرض کی شرح ایک سو درہم میں دو روپے۔ چھتری سے تین روپے، ویش سے چار روپے، اور شودر سے پانچ روپے سود ماہانہ لے۔ (منواسمرتی ادھیائے ۸، منتر نمبر ۱۴۲، صفحہ ۲۷۵)

میراث میں بھی عدم مساوات

اسی طرح کسی برہمن کی چار بیبیاں چار مختلف ذاتوں کی ہوں تو ''برہمن کا بیٹا چار حصے، چھتری کا بیٹا تین حصے، ویش کا بیٹا دو حصے اور شودر کا بیٹا ایک حصہ لیوے۔

(منواسمرتی ادھیائے ۹، منتر نمبر ۱۵۳، صفحہ ۳۵۴)

صرف اپنی ذات والی سے شادی کرسکتا ہے

یہ بھی قاعدہ ہے کہ ''شودر صرف اپنی ذات کی لڑکی سے اور ویش اپنی ذات اور شودر کی لڑکی سے اور کشتری اپنی ذات اور ویش اور شودر کی لڑکی سے اور برہمن چاروں ذات کی لڑکیوں سے نکاح کرسکتا ہے۔'' (منواسمرتی ادھیائے ۳، منتر نمبر ۱۳، صفحہ ۶۷)

روزگار نہ ملنے کی صورت میں بحالت مجبوری برہمن اور کشتری، لیش کے بعض پیشے اختیار کرسکتے ہیں۔ (منواسمرتی ادھائے ۱۰، منتر نمبر ۸۵ نیز ۹۵) صفحہ ۴۰۶)

اور ''ویش اپنے پیشے سے اوقات گزاری نہ کرسکے تو شودر کے پیشے سے اوقات گزاری کرے اور جو چیز کرنے کے لائق نہیں ہے، اس کو نہ کرے۔''

(منواسمرتی ادھیائے ۱۰، منتر نمبر ۹۸، صفحہ ۴۰۹)

لیکن اس کا الٹا نہیں ہوسکتا یعنی اگر ''چھوٹی ذات والا طمع میں بڑوں کے کرم سے اوقات گزاری کرے تو راجہ اس کو جلد اپنے ملک سے نکال دے''۔

(منواسمرتی ادھیائے ۱۰، منتر نمبر ۹۶، صفحہ ۴۰۹)

بدھ مت کا معاشرتی نظام

مہاتما بدھ نے بھی معاشی مشکلات کو حل کرنے کا وہی طریقہ اختیار کیا جو برہمنیت نے پیش کیا، بلکہ وہ برہمنیت سے بھی آگے بڑھ گئے۔ چنانچہ مہاتما بدھ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ ''نروانا اور نجات کا استحقاق کسی کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی فطرت کو ''بے مدعا'' بنانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔'' یعنی ہر طرح کی آرزوؤں اور تمناؤں سے خود کو خالی کرلے۔ ظاہر ہے کہ انسانی فطرت پر یہ آپریشن اگر کامیاب ہو جاتا ہے تو جن معاشی مشکلات کو حل کرنے کی راہ باہر تلاش کی جارہی ہے کتنی آسانی کے ساتھ خود آدمی کے اندر اس ترمیم کے ذریعہ نکل آتی کہ اس کے بعد آدمی نہیں بلکہ قریب قریب وہ فرشتہ اور فرشتوں جیسا ''بے حاجت وجود'' بن جاتا۔

دنیا کے بعض اور مذاہب کی طرح بدھ مت میں بھی دنیاوی ترقی کی مذمت کی گئی ہے۔ کسی نے عالم کے موجودہ نظام کو ''مایا'' یا دام کا وہ دانہ قرار دیا ہے جسے شکاری نے خوبصورت اور پوشیدہ پھندوں کے درمیان بکھیر دیا ہے گویا جس نے اس پر منہ مارا وہی پھنسا۔ لہذا انسان ''دنیا کو سراب، پانی کا بلبلہ اور خواب'' سمجھے اور اس سے کنارہ کش ہو جائے۔

مہاتما بدھ نے تو چھوت چھات دُور کرنے کے لیے آواز بلند کی، لیکن ''بدھا نے درجہ بندی مٹانے کی کوشش کی۔ اس نے نیک چلنی کے ذریعہ روحانی مساوات پر زور دیا تاکہ نجات حاصل ہو۔'' (انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا جلد۴، عنوان ''کاسٹ'' صفحہ ۹۷۸۔)

یہودیت کا معاشرتی نظام

یہودیوں کا مذہب، سرمایہ دار دولت مندوں کا مذہب ہے۔ چنانچہ ’یہودی قانون کی لفظی معنوں میں جو توضیح کی جاتی ہے اس کی شدت کے لحاظ سے یہودیت ایک دولتمند شخص کا مذہب ہے، اس کے جو مطالبات ہیں، اس کو ایک غریب شخص پورا نہیں کر سکتا.........مذہبی پیشوا غربت کو یہ سمجھتے تھے کہ وہ خدا سے لولگانے میں مانع ہے۔'' (لارڈ اسٹامپ: کرسچیانٹی اینڈ اکنامکس صفحہ ۲۳)

یہود اور غیر یہود میں فرق

یہودی خود کو اعلیٰ اور دوسروں کو ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ ''اس طرح ان میں نہ صرف ایک علیحدہ قومیت پیدا ہوئی بلکہ وہ دیگر لوگوں سے نفرت وعداوت بھی رکھنے لگے اور یہ کہ ان کے سماجی ومذہبی ادارے دوسروں کے مقابلے میں سب سے اعلیٰ وارفع ہیں''۔ اسی عداوت اور نفرت کی بناء پر ''حضرت عیسیٰ کے زمانے میں رومی، یہودی کو نسل انسانی کا دشمن قرار دیتے تھے''۔ (ہائی لینڈ: ہسٹری آف سیویلیزیشن صفحہ ۷۵)

انجیل سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہودی غیر یہودیوں کے ساتھ کھانا وغیرہ نہیں کھاتے تھے۔ چنانچہ ''سامریا کی اس عورت نے اس سے کہا کہ کیونکر تو جو یہودی ہے، مجھ سے جو سامریا کی عورت ہوں پانی پینے کو مانگتا ہے، کیونکہ یہودی سامریوں سے صحبت نہیں رکھتے تھے''۔ (یوحنا کی انجیل، باب۴، نمبر۹)

غیر یہودی سے معاشی تعلقات کی ممانعت

مختصر یہ کہ یہودیوں کے مذہبی قوانین غیر یہودیوں سے اشیاء کا مبادلہ کرنے اور معاشی تعلقات قائم رکھنے میں مانع ہیں'' ایک سیدھے سادے یہودی کے لیے اس بات کی ممانعت ہے کہ وہ کسی ایسی شئے کو خریدے جو بُت پرستی سے کچھ تعلق رکھتی ہو۔ تہواروں کے تین دن پہلے سے ہی کافروں کے ساتھ کاروبار نہ کرے۔ انھیں نہ تو روپیہ قرض پر دے اور نہ زمین یا مکانات ہی کرایہ پر دے جوزف کہتا ہے کہ یہودیوں نے کبھی بھی بین الاقوامی تجارت کا میلان ظاہر نہیں کیا''۔ (کرسچیانٹی اینڈ اکنامکس صفحہ ۱۱)

یہودیوں میں ابتدا ہی سے اُونچ نیچ اور دولت کے امتیازات پائے جاتے ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ جب طالوت نامی ایک غریب شخص کو اسکی لیاقت اور وجاہت کی بناء پر حکومت عطا کی گئی تو یہی سوال اٹھایا گیا کہ

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۴۷)

انھوں نے کہا کہ وہ کس طرح ہم پر بادشاہت کر سکتا ہے؟ اور ہم زیادہ حقدار ہیں اور اس کو کچھ مالی وسعت بھی تو نہیں دی گئی۔

اشیاء سے عدم افادیت

یہودیت میں تو عیسائیت، برہمنیت اور بدھ مت کی طرح رہبانیت کی تعلیم تو نہیں دی گئی ہے، مگر یہودی مذہب کا جو نظام ہے، اس کی بنیاد پر دنیا کی اکثر چیزوں کی عدم افادیت کا نتیجہ خود بخود سامنے آجاتا ہے۔ یہاں ہم دو چار مثالیں توضیحاً پیش کرتے ہیں۔

بیل کے پہلے بچے سے کام نہ لیا جائے

مثلاً تیرے گائے، بیل، بھیڑ، بکری کے پہلے جو نر بچے پیدا ہوں ان سب کو

خداوندا اپنے خدا کے لیے مخصوص کردے۔تو اپنے بیل کے پہلے بچے سے کام نہ لے اور نہ ہی اپنی بھیڑ کے پہلے بچے کے بال کتر۔" (بائبل استثنا باب ۱۵،نمبر۱۹)

اپنے کھیت میں کئی طرح کے بیج نہ بوایسا نہ ہو کہ تیرے بوئے ہوئے بیج کی پیداوار اور کھیت کا حاصل دونوں ناپاک ہوجائیں۔ (بائبل استثنا باب ۲۳،نمبر۹)

"تو مختلف بناوٹوں کا کپڑا جیسے اون اور مخمل ملا ہوا مت پہن۔
(بائبل استثناء باب ۲۲،نمبر۹)

بیل کا گوشت

"اگر کوئی بیل کسی مرد یا عورت کو سینگ چبھودے جس سے وہ مر جائے تو وہ بیل سنگسار کیا جائے،لیکن اُس کا گوشت نہ کھایا جائے۔" (بائبل ہجرت باب ۲۱،نمبر۲۸)

چربی کا حکم

یہودی سور کے علاوہ اونٹ اور خرگوش کا گوشت بھی نہیں کھاتے،اس کے ماسوا بیل بھیڑ بکری کی چربی بھی استعمال نہیں کرتے۔ (بائبل استثناء باب ۱۴،نمبر۷ ملاحظہ ہو۔)

چربی وگوشت کے عدم استعمال سے صرف معاشی نقطۂ نظر سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس محلے میں فقط یہودی ہی یہودی آباد ہوں گے وہاں اس اشیا کی نہ تو خرید وفروخت ہوگی اور نہ ان کی دکانیں نظر آئیں گی۔

کفارہ میں جلانے کا حکم

گناہوں کے کفارہ میں بیل،بھیڑ،بکری یا ان کی عدم دستیابی میں کبوتر وغیرہ کو جلانے کا حکم دیا گیا ہے۔جس کو ان کے یہاں جلانے کی بھینٹ،گناہوں کی بھینٹ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو لاوی ٹی کس باب ۴،نمبر۲۱ نیز باب ۷،نمبر۳۷ نیز باب ۱۲،نمبر۸)

مذہبی حیثیت سے تو ہمیں بحث نہیں،البتہ ایک عام انسان یہی کہے گا کہ بجائے جلانے کے محتاجوں میں تقسیم کیجئے۔

عیسائیت کا معاشرتی نظام

واضح ہو کہ موجودہ عیسائیت کا حضرت مسیحؑ سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے،موجودہ مذہب اور عقائد تو سینٹ پال کے تخیلات ہیں۔" سینٹ پال نے تو نہ حضرت مسیحؑ کو دیکھا اور نہ اُن سے کوئی استفادہ کیا۔ابتدا میں سینٹ پال تو خود اس وقت کے مختصر سے عیسائی گروہ پر ستم ڈھانے میں پیش پیش تھے،بعد میں چلکر عیسائیت اختیار کرلی۔"

"ان کا نام پہلے سال تھا عیسائیت اختیار کرنے کے بعد اپنا نام پال رکھ لیا"۔

"سینٹ پال،اس زمانے کی یہودیت،ایران کی آتش پرستی،اور اسکندریہ کے مذہب سے بخوبی واقف تھے۔انھوں نے ان مذاہب کے بہت سے عقائد اور تصورات انجیل مقدس کے مذہب میں خلط ملط کردیے اور دنیا میں اس کو عیسائیت کے نام سے پیش کیا۔" (ایچ جی ویلز نا اے شارٹ ہسٹری آف دی ورلڈ صفحہ ۱۴۴،پلیکن سیریز)

کلیسا کی بنیاد رہبانیت پر ہے

غرض سینٹ پال کی عیسائیت ایک ایسا نظام پیش کرتی ہے جس کو اس دنیا سے کچھ سروکار نہیں ہے۔"سینٹ پال خدائی سلطنت کی تلاش میں بھوک پیاس فقر وفاقہ محنت،مشقت،شب بیداری،سردی اور برہنگی کو برداشت کرتا تھا۔"
(انجیل،پولوس کا دوسرا خط قرنتیوں کو باب ۱۱،نمبر۲۷ ملاحظہ ہو)

جسم اور روح کے مخالف عمل کرنا

کیونکہ "عیسائیوں کے یہاں جسم کی خواہش روح کے مخالف ہے اور روح کی

خواہش جسم کی، اور یہ ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔‘‘ (انجیل، پولوس کا خط گلاتیوں کو باب ۵، نمبر ۱۷)

دولت کا انکار

انجیل والے تو ساری دنیا میں یہی منادی کرتے پھرتے ہیں کہ ’’دولت مند کا آسمانی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اُونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔‘‘

(انجیل، متی باب ۱۹، نمبر ۲۳، ۲۴ تیز انجیل مرقس باب ۱۰ نمبر ۲۴، ۲۵ نیز انجیل، لوقا باب ۱۸، نمبر ۲۵)

اور جب کلیسائی سدھار ہوا تب بھی ان میں کوئی خاص فرق پیدا نہ ہوا کہ خود سدھار کے بانی لوتھر کے نزدیک معیشت کی حیثیت کچھ زیادہ بلند نہ تھی۔

’’کلیسائی حلقوں میں بہت دنوں تک تجارت سے مخالفت جاری رہی بنیادی تصور یہ تھا کہ ہر قسم کی منفعت کو سود یا خانگی بیاج قرار دیا جائے....‘‘

’’بعض مؤلفوں نے نہایت بے رحمانہ شدت کے ساتھ اس نظریہ کو ترقی دی کہ معاملہ کاروبار چاہے کسی قسم کا ہو ناجائز ہے۔ تیرھویں صدی (عیسوی) کے ابتدائی سالوں کی تالیف میں ہر تاجر کو سود خور قرار دیا گیا ہے اور ہر مالدار تاجر کے بیٹے کے متعلق یہ تصور کر لیا جاتا تھا کہ وہ مال حرام پر جی رہا ہے۔ اس کتاب کا مؤلف روبیرڈ کورسون ہے، جو صدر پادری تھا۔ پھر کارڈینل بنا بظاہر ایک انگریز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اس برائی کا ایک علاج ہونا چاہیے اور وہ علاج یہ ہے کہ ایک عمومی مذہبی مجلس شوریٰ منعقد ہو، جہاں حکمراں یہ فیصلہ کریں کہ ہر قسم کی ثروت کو بلکہ تمام زائد استعمال چیزوں کو ممنوع قرار دیا جائے، اور عیسائی دنیا میں یا تو پادری زندہ رہیں، یا تنخواہ والے نوکر جن میں سے ایک طبقہ اپنی روحانی خدمات کے معاوضہ پر بسَر کرے تو دوسرا کشوری خدمات کی تنخواہ پر‘‘۔

(جدید قانون بین الممالک کا آغاز ہونوارنست منس باب ۱۸، صفحہ ۳۸۰ مترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب پروفیسر قانون بین الممالک جامعہ عثمانیہ۔)

غرض عیسائیوں کے یہاں تجارتی اور ہر طرح کا کاروبار عرصہ تک حرام رہا۔ رفتہ رفتہ ضروریات زندگی گیہوں اور پھر شراب وغیرہ کی اجازت ملی ’’اکوئیناس کے سینٹ ٹامس نے ان زیادتیوں کا رد کیا۔ چنانچہ اس کی نظروں میں اگرچہ تجارت میں بذات خود ایک حد تک نفرت آمیز عنصر پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے اصولاً کوئی دیانتدارانہ مقصد نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بلکہ وہ محض ایک انفرادی نفع اندوزی ہے، لیکن بہر حال اس ممتاز ہستی نے یہ تسلیم کر لیا کہ تجارت کے ذریعے سے جو نفع حاصل ہو وہ کسی جائز مقصد کے تحت بھی ہوسکتا ہے اور اس صورت میں تجارت جائز ہو جائے گی۔ اب دوسرے مؤلف اس کی پیروی کرنے لگے، چنانچہ گیہوں، شراب اور دیگر تمام ضروریات زندگی کی تجارت کو پسندیدہ قرار دیا گیا۔ شرط صرف یہ رہی کہ نفع معتدل ہو۔‘‘

(جدید قانون بین الممالک کا آغاز ہومونواریست منس باب ۱۳، صفحہ ۲۸۰ مترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب پروفیسر قانون بین الممالک جامعہ عثمانیہ)

اسی طرح بجائے تعیّشات کے محض لابدی ضروریات پر قناعت کرنے کی تعلیم کلبی مکاتب خیال والے فلسفہ دانوں کی طرف سے تاریخ کے مختلف دوروں میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔

بھائی چارہ صرف بنی اسرائیل تک

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے زمانے میں ’’خدا کی بادشاہت‘‘ اور ’’انسان کی برادری‘‘ کا نظریہ پیش کیا۔ لیکن خود انجیل ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بھائی چارہ کا دائرہ خاص بنی اسرائیل کے لوگوں کے لئے محدود تھا۔ چنانچہ ’’ان بارھوں کو حضرت یسوع نے یہ فرما کر بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ بنو اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ۔‘‘ (انجیل متی باب ۱۰، نمبر ۵)

اور ایک جگہ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ ''میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' (انجیل متی باب ۱۵، نمبر ۲۴)

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف بعض عجیب وغریب کلمات بھی منسوب کئے ہیں کہ ''یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں آدمی کو اس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ماں اور بہو کو اس کی ساس سے جدا کرنے آیا ہوں۔'' (انجیل متی باب ۱۰، نمبر ۳۴، صفحہ ۳۵)

یورپی اور غیر یورپی عیسائی میں فرق

عملی حیثیت سے بھی عیسائیت کے بھائی چارہ کا دائرہ محدود ہے۔ جو لوگ عملی مشاہدہ کرنا چاہیں ان کے لیے بھی خاصے نظائر موجود ہیں کہ عیسائی اگر وہ یورپی ہے تو اس کا گرجا علیحدہ ہے اور غیر یورپی اقوام کے گرجا علیحدہ اور ہندوستان میں کوئی ہندو عیسائیت قبول کرلے تو اس کے بعد بھی اس کے ساتھ ذات پات کا تفرقہ، نیچ قوم اور اعلیٰ ذات کا امتیاز، گرجا کی کرسیوں پر بھی برقرار رہتا ہے۔

عملی مشاہدہ سے ہٹ کر بھی جو لوگ انسائیکلوپیڈیا یا سلطنتوں کے دستاویز میں نسلی امتیازات دیکھنا چاہیں تو اس کی بھی کمی نہیں ہے۔ مارشل اسموٹس نے ایک مرتبہ انگلستان میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ '' کالے اور گورے نہ صرف رنگ میں مختلف ہیں، بلکہ دماغ میں بھی مختلف ہیں۔'' (لارڈ اسٹامپ : کرسچیانٹی اینڈ اکنامکس باب ۵، صفحہ ۸۷)

نیز مارشل موصوف نے یہ بھی کہا کہ ''بجائے اس کے کہ گوروں اور کالوں کے بلایا جائے جیسا کہ ہم نے کیا ہے اور ہر چیز میں ابتری پھیلائی ہے اور اس طرح کالوں کو سرفراز نہیں کیا بلکہ گوروں کا درجہ گھٹایا ہے، حتی الامکان اب ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ انھیں اپنے اداروں سے، زمین کی ملکیت سے، حکومتی انتظام سے اور دیگر گوناگوں حیثیتوں سے علیحدہ

رکھا جائے، ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کو علیحدہ رکھا جائے۔ اس طرح ہم ایک ایسی پالیسی کی بنیاد رکھ رہے ہیں جس کے عمل میں ایک سو سال لگیں گے۔''

(لارڈ اسٹامپ: کرسچیانٹی اینڈ اکنامکس باب ۵، صفحہ ۸۸)

متحدہ ممالک امریکہ میں بھی ''کلیسا اور حکومت میں گورے اور کالے کے درمیان مساوات نہیں برتا جاتا۔'' نہ صرف یہ بلکہ ''رنگ کا امتیاز ہر ایک پیشے اور نوکری میں کیا جاتا ہے۔'' (ایضاً بحوالہ دی لسنر مورخہ ۲۷/اپریل ۱۹۳۸ء المرکارٹر کا مضمون ''ہاؤ امریکہ ٹریٹس دی نگرو'')

نسلی امتیاز

خود یورپ میں جہاں صرف گورے آباد ہیں نسلی امتیازات زور وشور سے کارفرما ہیں۔ ''عیسائی جنگوں کو روکنے یا رقیب اقوام کو متحد کرنے میں ناکام ہوئی ہے۔۔۔۔گذشتہ پانچ سو سال سے عیسائیت کی تاریخ ایک غم آلود داستان ہے یہ نہ صرف مختلف برسرپیکار اقوام کو متحد کرنے میں ناکام رہی بلکہ خود عیسائی چرچ کے اندر تفرقہ پڑ گیا۔'' (ہائی لینڈ: ہسٹری آف سیویلیزیشن باب ۳، صفحہ ۸۰)

ان سماجی تحدیدات کا مضر اثر معاشی کاروبار پر پڑنا لامحالہ ضروری ہے۔

نوکروں، غلاموں کے ساتھ معاملہ

عیسائیوں میں نوکروں کے ساتھ برہمنی مت اور یہودیت کی طرح بُرا برتاؤ تو نہیں کیا جاتا لیکن ''نوکر اس قابل بھی نہیں کہ اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔''

(تفصیل کے لیے انجیل لوقا باب ۱۷، نمبر ۷ تا ۹ ملاحظہ ہو۔)

غلاموں کو آزاد کرنے کی بابت انجیل خاموش ہے بلکہ عیسائیت کے آنے پر غلاموں کی حالت یورپ میں پہلے سے بھی بدتر وابتر ہوگئی۔

(رومی اور اسلامی ادارہ غلامی از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب)

کلیسا کی بنیاد رہبانیت ہے

جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ ''کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی'' اور رہبانی مذہب میں پیشے وغیرہ مفقود ہوتے ہیں۔ خدائی سلطنت کی تلاش میں گھر بار، بیوی بچے تک کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ ''پھر اس نے دوسرے سے کہا کہ میرے پیچھے ہولے، لیکن اس نے کہا کہ اے خداوند! مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کروں، پر یسوع نے اس سے کہا کہ مُردوں کو اپنے مردے گاڑنے دے پر تو جا کر خدا کی بادشاہت کی خبر سنا، اور دوسرے نے کہا کہ اے خداوند! میں تیرے پیچھے آؤں گا، لیکن پہلے مجھے اجازت دے کہ اپنے گھر والوں سے رخصت ہو آؤں۔ اس پر یسوع نے اس سے کہا کہ جو کوئی اپنا ہاتھ ہل پر رکھ کر پیچھے دیکھتا ہے وہ خدا کی بادشاہت کے لائق نہیں''۔ (لوقا باب ۹، نمبر۵۹ تا۶۲)

عیسائیت میں معاشی نظام کا فقدان

افسوس کہ حضرت عیسیٰؑ کو مہلت ہی نہ ملی اور ڈھائی سال کی مدت پریشانیوں سے گذری، یہ کہتے ہوئے آپ دنیا سے ناکام ہی سدھارے کہ ''میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی ''سچائی کی روح آئے گی تو تمھیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی کیونکہ وہ اپنی نہ کہے گی، بلکی جو کچھ سنے گی سو کہے گی۔'' (یوحنا انجیل باب ۱۶، نمبر۱۲ و ۱۳)

''جس نے مجھے بھیجا ہے جانو اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ بلکہ اس لیے کہ میں نے تمہیں یہ باتیں کہیں تمہارا دل غم سے بھر گیا، لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لیے فائدہ مند ہے، میں اگر نہ جاؤں تو ''تسلی دینے والا'' تمہارے پاس نہ آئے گا۔ ہاں اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیج دونگا''۔
(انجیل یوحنا باب ۱۶، نمبر تا ۷)

آنجہانی لارڈ اسٹامپ نے اپنی کتاب ''عیسائیت اور معاشیات'' میں لکھا ہے کہ ''معاشی امور میں انجیل سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش عموماً ناکام رہی ہے۔ عیسائیوں کی مذہبی کتاب کسی خاص معاشی نظام یا سیاسی جماعت یا معاشی زندگی کے لیے کسی لائحہ عمل کو پیش نہیں کرتی۔'' (لارڈ اسٹامپ: کرسچیانٹی اینڈ اکنامکس باب ۵)

غرض برہمنیت، بدھ مت اور عیسائیت وغیرہ نے معاشی مشکلات کے حل کی جو راہ بتائی ہے، ان سب پر غور کیا جائے تو یہ بات ہویدا ہوتی ہے کہ ان کا علاج۔ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' مصداق ہے۔

انھوں نے دنیا کو معاشی مشکلات سے نکالنے کی یہ تدبیر پیش کی کہ اگر انسان اپنے ظاہر کی اصلاح نہیں کر سکتا تو اپنا باطن ہی سدھار لے۔

اسلام کا نظام معاشرت

اسلام کے چند بنیادی اصول کی توضیح پیش نظر ہے، تاکہ اسلامی نظام معاشرت واضح ہو جائے۔

معاشی نقطۂ نظر سے اسلامی معاشرہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ '' لَا رُهْبَانِيَةَ فِي الِاسْلَام'' اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے۔

قرآن مجید اس غیر فطری نظریہ کے متعلق جس کی تعبیر اس نے ''رہبانیت'' کے لفظ سے کی، اس واقعی ناقابل انکار حقیقت کا اعلان کیا کہ۔

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (سورۃ الحدید، آیت نمبر۔ ۲۷)

ترک دنیا کو انھوں نے تراش لیا۔ ہم نے اس کو ان پر فرض نہ کیا تھا۔ صرف خدا کی رضامندی طلب کی تھی، انھوں نے اس کی رعایت ملحوظ نہ رکھی۔

قرآن میں رہبانیت کی ممانعت

اس طرح قرآن مجید نے رہبانیت کو اختراعی اور من گھڑت قرار دیا ہے، اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ انسانی فطرت کی یہ قدرتی راہ نہیں ہے، اور نہ قدرت نے آدمی کو اس جبلت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور نہ ہی اس سے کسی زمانے میں کبھی اس کا مطالبہ کیا گیا۔

معاشی مشکلات کا غلط اور غیر فطری علاج جو گویا قدرت سے جنگ کے مترادف ہے، اس کا انجام بہر حال وہی ہوتا ہے جو غیر طبعی کشمکش کا ہوسکتا ہے۔

قرآن مجید کا معاشی نظام

قرآن مجید نے مذکورہ بالا طریقے کو مسترد کر کے جو معاشی نظام پیش کیا ہے اب ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے۔ قرآنی الفاظ میں انسان لالچی اور بے صبر پیدا کیا گیا ہے''۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا
بیشک انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔
(سورۃ المعارج، آیت نمبر۔۱۹)

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ
لوگوں میں عورتوں، بچوں، سونے چاندی کے ڈھیر سدھائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی سے محبت کرنے کی خواہش آراستہ کی گئی ہے۔
(سورۃ آل عمران، آیت نمبر۔۱۴)

انسان عمدہ سے عمدہ چیزیں پسند کرسکتا ہے

مطلب یہ ہے کہ انسان سونے چاندی کے ڈھیر کا دلدادہ ہے۔ اسی طرح عمدہ گھوڑے اچھی سواریاں، مویشی، کھیت، باغ وغیرہ کی چاہت اس میں پائی جاتی ہے اور ان

کی تلاش وجستجو کا جذبہ اس پر مسلط رہتا ہے۔ قرآن مجید نے صاف لفظوں میں اسی کا اعلان کیا ہے کہ یہ خودساختہ خواہشات یا اختیاری میلانات نہیں بلکہ جس نے انسان کو پیدا کیا اس نے اس کی فطرت کو بھی پیدا کیا ہے، اور اسی نے اس میں اشیاء کی طلب اور چاہت بھی پیدا کی۔

اگر ایک طرف قرآن اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے تو وہ دوسری طرف بجائے اس کے کہ وہ ان جذبات اور خواہشات کی حوصلہ شکنی کرے وہ سونا چاندی ہی نہیں بلکہ جس کے پیٹ سے سونا چاندی اور دیگر ساری چیزیں نکلتی ہیں یعنی خود زمین ہی کے اس کُرّہ کو اٹھا کر آدمی کے دامن میں یہ کہہ کر ڈال دیتا ہے۔

زمین اور زمین میں جو کچھ ہے سب انسان کے لئے ہے

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
خدا ہی نے تمہارے لیے جو کچھ زمین میں سے پیدا کیا۔
(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۹)

غرض قرآن سے پہلے ''مذہب'' اس کا نام تھا کہ زمین اور زمین کی پیداوار سے آدمی جہاں تک دور بھاگ سکتا ہو، بھاگے لیکن قرآن جس مذہب کو پیش کرتا ہے وہ کھلے لفظوں میں اپنے ماننے والوں کو دعوت دیتا ہے کہ زمین اور زمین میں جو کچھ ہے اس کے متعلق یہ ثابت کرلے کہ وہ انسان کی کس ضرورت میں کام آتی ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (سورۃ آل عمران، آیت نمبر۔۱۹۱) گویا کارخانہ قدرت میں کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی گئی ہے بلکہ دنیا کا ایک ایک ذرہ کسی نہ کسی کام کو انجام دینے کا پابند ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں عالم ہستی میں سینکڑوں چیزیں بے کار نظر آتی ہیں اور ان کے وجود کا کوئی فائدہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن اگر ہم کسی شئے کے فوائد سے ناواقف ہوں تو یہ ہرگز اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ چیز درحقیقت بے کار ہے۔ قدرت کے نزدیک اس کا کچھ نہ کچھ

فائدہ ضرور ہے۔

قرآن زمین وآسمان کی نعمتوں سے دور نہیں کرتا

اس روشنی میں قرآن کی تعلیم پر نظر ڈالی جائے تو قرآن یہ نہیں کہتا کہ یہ سب کچھ تمہارے سامنے اس لیے پھیلایا گیا کہ دیکھا جائے کہ تم اس سے کس حد تک بھاگتے ہو۔

قرآن کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا

تمہارا دنیا میں جو حصہ ہے اس کو نہ بھول جاؤ۔

(سورۃ القصص، آیت نمبر۔۷۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (سورۃ الجاثیہ، آیت نمبر۔۱۳)

اور تمہارے ہی لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں سے مسخر کیا۔

آیت بالا کے ذریعہ سے تو اس نے زمین ہی کو کیا عالم محسوس کے پورے نظام کو انسانی خواہشات یا "ھلوعیت" کی خوراک بنا کر اس کے سامنے پھینک دیا ہے۔ زمین بھی تیری، آسمان بھی تیرا، ہوا بھی تیری، پانی بھی تیرا، چاند بھی تیرا، سورج بھی تیرا، تارے بھی تیرے ہیں۔

دین و دنیا کی جامعیت۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام نے دین و دنیا میں ایسی کوئی تفریق قائم نہیں کیا کہ دینداری میں دنیا ممنوع قرار پائے بلکہ انسان کی کامل ترقی میں دونوں کو جمع کرنا سکھایا، چنانچہ قرآن کریم میں دعا تلقین کی گئی کہ

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۰۱)

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں نعمت عطا کر اور آخرت میں بھی نعمت عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

تاہم انسان کی ایک خصوصیات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یہ کہ بعض لوگ فطرۃً اس درجہ عبادت گزار ہوتے ہیں کہ دنیا میں ان کا دل بہت کم لگتا ہے، لیکن ان کی عبادت گزاری بھی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اخلاص سے ہو۔ چنانچہ اسلام نے ایسے عبادت گزاروں کی بھی گنجائش رکھی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک بلکہ حسن صحبت کی تاکید کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

عبادت کا شوق

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ

(سورۃ انعام، آیت نمبر۔۵۲)

جو لوگ اپنے پروردگار سے صبح و شام مناجات کیا کرتے ہیں اور اسی کی ذات کے طالب ہیں انھیں تم اپنے پاس سے دُور نہ کرو نہ تو تم پر ان کا کچھ محاسبہ ہے اور نہ تمہارا کچھ محاسبہ ان پر ہے۔ پس اگر تم اپنے پاس سے دور کرو گے تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اچھے لوگوں کا ساتھ

ارشاد باری ہے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ

تم اپنی ذات کو ان لوگوں کے ہمراہ رکھ جو صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں اور اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں ان

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (سورۃ کہف، آیت نمبر۔۲۸) — کی طرف سے نہ پھیریں کہ تم صرف دنیا کی آرائش چاہنے لگو۔

منشا یہ ہے کہ دنیاداری میں اس درجہ مبتلا نہ ہونا چاہئے کہ عبادت اور عبادت گزاروں سے غفلت یا مغائرت ہوجائے، بلکہ صحیح مسلک یہ ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورۃ النور، آیت نمبر۔۳۷) — وہ لوگ جنھیں خرید وفروخت اور تجارت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

چنانچہ عبادت گزاری میں قاعدین (بیٹھ رہنے والے) بھی قابل تعظیم وتکریم قرار دیئے گئے ہیں تاہم مجاہدین کوان پر فضیلت حاصل ہے کہ

مجاہدین کی فضیلت

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝
(سورۃ نساء، آیت نمبر۔۹۵)

معذور لوگوں کے سوا جہاد کو چھوڑ کر گھر میں بیٹھ رہنے والے مسلمان اور راہ خدا میں جان و مال سے جہاد کرنے والے مسلمان رتبہ میں برابر نہیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے بیٹھ رہنے والوں پر ان لوگوں کو جو اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں مرتبے میں بزرگی عطا فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کامل نمونہ ہیں

اور رسول کریم ﷺ کے بارے میں کہا گیا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ احزاب، آیت نمبر۔۲۱) — بے شک تمھارے رسول اللہ (کے طریقے) میں ایک عمدہ پیروی کی۔

ارشاد باری ہے۔

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝
(سورۃ المزمل، آیت نمبر۔۷،۸،۹)

بے شک تمھیں دن میں بہت کام رہتا ہے، تم اپنے پروردگار کا نام یاد کرو اور اسی کی طرف لو لگاؤ جو مشرق کا بھی پروردگار ہے اور مغرب کا بھی۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔

یہ تو ہوا اسلامی نظام معاشیات کا بنیادی اور اساسی اصول، لیکن اسلامی معاشی تنظیم میں اسلام کے چند دوسرے اساسی اصولوں کا بھی بہت ہی نمایاں اور عمیق ترین اثر روز روشن کی طرح صاف طور سے نظر آتا ہے۔ ان سے آگاہی اسلامی نظام معاشیات کے مطالعے کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ ذیل میں ان اساسی اصولوں کی صراحت کی جاتی ہے، لیکن اس سے قبل عرب قبل از اسلام بھائی چارہ کے اصول کے بارے میں جو عمل تھا اس کی توضیح نامناسب نہ ہوگی۔

اس پس منظر کے ساتھ اب اسلام کے انقلاب کو بھی دیکھئے۔

قرآن میں بھائی چارہ کی تعلیم

اسلام نے اخوت اور بھائی چارہ کی جو تعلیم دی اس کی دل آویزی آج بھی قائم ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر۔۱۰) — تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

دل آویز صدا بلند کر کے جو انقلاب پیدا کیا گیا وہ کوئی خونی ہولی کے بعد پیدا نہیں ہوا۔

مندرجہ ذیل آیت پر غور کیجئے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا (سورۃ آل عمران، آیت نمبر۔۱۰۳)

سب مل کر مضبوطی سے اللہ کی رسّی پکڑے رہو، اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو تم پر خدا کا جو احسان ہے اسے یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر تمھارے دلوں میں الفت پیدا کی کہ اس کی عنایت سے بھائی بھائی ہو گئے۔

مؤرخ طبری اپنی تفسیر میں آیت مذکورہ بالا کی یوں تشریح کرتے ہیں کہ ''اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم دشمن تھے، اور ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے اور تمھارا طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اسلام آیا اور تم میں الفت پیدا کی اور تمہارا گروہ اکٹھا کیا اور تمہیں ایک دوسرے کا بھائی بنایا''۔ (تفسیر طبری، الجزء الرابع صفحہ ۲۱ آیت: واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اِذ کُنتُم اعداءً)

یہ تو قرآنی آیتوں سے استدلال تھا۔ اس کے ساتھ خود پیغمبر اسلام کے اقوال بھی موجود ہیں، چنانچہ ایک مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ:

رسول اللہ ﷺ کی ترغیب

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے مثل ایک عمارت کے ہے جس کا بعض حصّہ بعض حصّے کو تقویت دیتا ہے''۔

''یہ کہہ کر آپ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک فرمائی۔ یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں کہ اس طرح قوت دیتا ہے۔'' (بخاری)

حجۃ الوداع کے یادگار کے موقع پر آنحضرتؐ نے جس ''منشور حقوق'' کا اعلان فرمایا اس کا اختتام ان الفاظ پر ہوا تھا کہ:

''اچھی طرح سمجھ لو کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان

آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی کے لیے اپنے بھائی کی کوئی چیز زبردستی لینا جائز نہیں سوا اس کے کہ وہ خود اپنی مرضی سے دے اپنے اُوپر ظلم نہ کرنا۔ آگاہ ہو جاؤ میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا''۔ (تاریخ طبری صفحہ ۵۵ے ا ۱ ھ کے واقعات)

اسلام میں نسل و رنگ کا کوئی فرق نہیں

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلام میں جغرافیائی حدیں نہیں ہیں۔ اسلام ان کو اضافی قرار دیتا ہے، کیونکہ یہ ہر دن تبدیل ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح اسلام میں رنگ و نسل کا امتیاز نہیں ہے، غرض اسلام بین الاقوامیت کا سب سے بڑا علمبردار ہے رسالت مابؐ نے اعلان فرمادیا کہ:

''شہادت دیتا ہوں کہ سارے انسان بھائی بھائی ہیں''۔ (ابوداود، کتاب الصلوٰۃ)

خود رسول کریمؐ کی حیاتِ طیبہ میں اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں میں صرف حجازی ہی نہیں تھے یا صرف عرب ہی نہیں تھے بلکہ ان کے سوا ایرانی بھی تھے، رومی بھی تھے، مصری اور حبشی وغیرہ بھی تھے اور یوں رسول اللہؐ کی زندگی میں ہی اسلام بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔

غرض عالمگیر ''انسانی برادری قائم کرنے کے سلسلے میں اسلام نے جو اہم کارنامے ایک ہزار سال میں انجام دیے ہیں وہ مسیحیت اور بدھ مت نے دو ہزار سال میں بھی انجام نہیں دیئے۔ یہ بات ایک معجزے سے کم نہیں کہ ایک ہندی مسلمان نسل اور زبان کے اختلاف کے باوجود مراکش پہنچ کر بھی اجنبیت محسوس نہیں کرتا''۔

سر آرتھر کینتھ کی چھوٹی سی کتاب ''مسئلہ نسل''، میں ایک دلچست عبارت ہے جس کا اقتباس پیش کرنا بے محل نہ ہو گا کہ:

''اب انسان میں ایک قسم کا شعور پیدا ہو رہا ہے کہ فطرت کا ابتدائی مقصد یعنی نسل

سازی، جدید معاشی دنیا کی ضروریات کے منافی ہے اور وہ اپنے دل سے پوچھتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ کیا نسل سازی کو ختم کرکے جس پر کہ فطرت اب تک عمل پیرا تھی، دائمی امن حاصل کیا جائے؟ یا فطرت کو اجازت دے دی جائے کہ وہ اپنی قدیم راہ اختیار کرے جس کا لازمی نتیجہ جنگ ہے، انسان کوئی ایک راہ اختیار کرنی پڑے گی اس کے علاوہ کوئی درمیانی راستہ ممکن نہیں ہے''۔

دیکھنا یہ ہے کہ عملی طور سے کیا نمونہ پیش کیا جائیگا۔ مکے سے ہجرت کے موقع پر مدینے میں باہمی اخوت اور مواخات کا جو عملی نمونہ پیش کیا گیا اس نے معاشی تنظیم پر جو اثر ڈالا ہوگا وہ ہر شخص محسوس کر سکتا ہے۔

قریش قبائل کا حال

قریشی قبائل جو مکے میں آباد تھے خود کو تو سب سے برتر اور دوسروں کو حقیر و کمتر سمجھتے تھے، اسی طرح مدینے کی معاشرتی زندگی میں کہ اس چھوٹی سی بستی میں بھی مال دار طبقے کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور نادار طبقے کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ تمام عرب خود کو عرب (فصیح۔ زباں داں) اور غیروں کو عجمی (گونگے) سمجھتے تھے۔

عرب پر ہی کیا منحصر ہے، عرب سے باہر یونان میں ''ارسطو یہ کہتا تھا کہ وحشی یعنی غیر یونانی غلام بننے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ اس نے سکندر کو یہ مشورہ دیا کہ وہ یونانیوں کا قائد اور وحشیوں کا آقا کہلائے اور اول الذکر کے ساتھ دوستوں اور رشتے داروں کا اور ثانی الذکر کے ساتھ درندوں، درختوں کا سا برتاؤ کرے''۔

(ٹوئین: اکنا مک لائف آف دی انیشٹ ورلڈ باب ا، صفحہ ۸۲)

یہی حال قدیم رومیوں کا تھا۔ قدیم مصریوں کے یہاں پیشہ وروں کا خصوصاً غلہ بانوں کو حقیر سمجھا جاتا تھا اور وہ ان کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے، ''کیونکہ ہر ایک چرواہا

مصریوں کے نزدیک ذلیل سمجھا جاتا تھا'' (توریت پیدائش، باب ۲۶، نمبر ۲۴)

آزادی اور مساوات

''اسلام آزادی اور مساوات کے لیے کھڑا ہوا اور یہ ایسی چیزیں تھیں جو دنیا کے تمام حصوں میں انحطاط شدہ تمدن میں پھیلائی جا چکی تھیں''۔

(یم۔ این، راء: ہسٹاریکل رول آف اسلام باب ا صفحہ ۵۳)

اسلام ہر قسم کی غلامی کو ختم کرتا ہے

اسلام ہر قسم کی غلامی کو خواہ وہ معاشرتی ہو یا معاشی، سیاسی ہو یا ذہنی غرض ہر قسم کے انحطاط کو دور کر دینا چاہتا ہے۔ خود قرآن پاک میں رسول ﷺ کا خاص طور پر یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ

يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (سورۃ اعراف، آیت نمبر۔ ۱۵۷)

وہ لوگوں سے اس بوجھ کو اور بیڑیوں کو جو ان کے اُوپر تھیں اتار پھینکتا ہے۔

اسی طرح حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس ایک شخص نے فاتح مصر عمرؓ بن العاص کی کچھ شکایت کی تو حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے دریافت کیا کہ ''تم نے انھیں کب سے غلام بنا لیا حالانکہ ان کی ماؤں نے انھیں آزاد جنا تھا''۔

ان ہی صداؤں کی صدائے بازگشت تھی کہ انقلاب فرانس کے وقت روس نے یہ صدائے آزادی بلند کی کہ:

''انسان آزاد پیدا ہوتا ہے مگر جدھر دیکھو وہ پابہ زنجیر ہے''۔

(روس کی کتاب ''معاہدہ عمرانی'' مذکورہ بالا جملہ سے شروع ہوتی ہے۔)

اسلامی جمہوریت

اسلامی جمہوریت کے عہد زریں میں ایک بڑھیا بھی خلیفۂ وقت پر تنقید کر سکتی تھی

اور یہی تنقید اور تقریر کی آزادی تھی کہ حضرت فاروق اعظمؓ سے بھرے مجمع میں ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ امیر المومنین کو دو کپڑے ملیں اور مجھ غریب کو ایک ہی کپڑا ملے؟

کوئی معمولی انسان ہوتا تو اس کا چہرہ شکن آلود ہو جاتا، لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے پہلے تو خدا کا شکر ادا کیا کہ ملت اسلامیہ میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو خلیفہء وقت پر بھی تنقید کرتے ہوئے نہیں جھجکتے پھر اپنے صاحبزادے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس تنقید کا جواب دیں۔

آپ کے صاحبزادے نے کھڑے ہو کی نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ امیر المؤمنین کو بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک ہی کپڑا ملا تھا، لیکن چونکہ امیر المؤمنین طویل قامت ہیں لہذا میں نے اپنا کپڑا انھیں دیدیا۔

آزادی پیشہ

اسلام نے اہل پیشہ کو خاص عزت بخشی ہے، حضرت داؤدؑ کے متعلق بخاری میں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کسب کر کے کھاتے تھے۔ ''غرض اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے ذات کے فرق کو مٹایا اور پیشہ وروں کا رتبہ بڑھا کر ہر ایک کو بلا تکلف پیشہ اختیار کرنے کی ترغیب دی۔

جہل سے آزادی

اسلام نے اپنے پیرووں پر خواہ مرد ہوں یا عورت تعلیم لازمی قرار دیا ہے کہ ''علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے''۔ (ابن ماجہ کتاب العلم)

عورتوں کے حقوق

اسلام ہی وہ مذہب ہے، جس نے عورتوں کی تعلیم پر زور دیا۔ عورتوں کو بھی

وراثت میں حصہ دلوایا اور خلع کی آزادی عطا کی مستورات کو اپنے مال و جائداد اور اپنے نفس پر کامل اختیار عطا کیا۔

اس کی وجہ سے کاروباری دنیا میں انقلاب انگیز تبدیلی ہوئی۔

غلامی سے آزادی

غلاموں کے ساتھ اسلام نے جو سلوک روا رکھا ہے، معاشرتی تاریخ عالم میں اس کی خاص اہمیت ہے۔ طلوع اسلام کے وقت —— دنیا کے اور حصوں کی طرح —— عرب میں بھی غلامی کا رواج تھا۔ لونڈیوں کی اولاد عرب میں حقیر سمجھی جاتی تھی اور آزاد شخص کی اولاد معزز سمجھی جاتی تھی۔ گو بظاہر اسلام نے غلاموں کے طبقے کو کچھ عرصہ کے لیے بحال رکھا، تاہم رضا کارانہ طور پر متعدد طریقوں سے غلاموں کی آزادی کی قرآن نے جا بجا ترغیب دی۔ مثلاً یہ کہ انسان اپنے خالق کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہے تو غلام آزاد کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾

(سورۃ البلد، آیت نمبر۔۹)

تمھیں کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ وہ گھاٹی غلام کو آزاد کرنا ہے۔

اسی طرح بعض جرائم کی پاداش میں جو کفارہ واجب ہوتا ہے، ان میں غلام کی آزادی کو مقدم رکھا گیا۔ چنانچہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک غلام آزاد کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

(سورۃ النساء آیت نمبر۔۹۲)

جو شخص غلطی سے کسی مسلمان کو قتل کرے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے رشتہ دار کو خون بہا دے۔

اسی طرح قرآن میں کفارہ ظہار اور قسم توڑ دینے کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسری تفصیلات ہم نے ''اسلامی مالیات'' کے باب میں بیان کی ہیں۔

اس سے قطع نظر غلام بنانے کے متعلق قرآن مجید میں ایک آیت بھی نہیں ہے، یعنی قرآن مجید میں کہیں بھی یہ حکم نہیں ہے کہ لڑائی کے سوا غلام بنالئے جائیں۔

(توریت باستثناء باب۲، نمبر۔۱۳)

پھر ان کو بھی موقع حاصل رہتا تھا کہ اپنا فدیہ ادا کر کے آزادی حاصل کر لیں برخلاف اس کے کہ یہودیوں کے یہاں دشمنوں کو قتل کر دیا جاتا اور ان کی بیوی بچے لونڈی غلام بنالیے جاتے تھے چنانچہ ''جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر دے، مگر عورتوں، بچوں اور مویشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا سامان اپنے لیے لے لے۔ (توریت باستثناء باب۲، نمبر۔۱۳)

گزشتہ صدی میں شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ میں صرف اس بات پر خانہ جنگی چل رہی ہے کہ آیا غلاموں کو آزاد کرنا چاہیے یا غلام رکھنا چاہیے؟

غرض قرآنی آیتوں اور حدیثوں کا ایک سرسری مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام، معاشرۂ انسانی سے بتدریج غلامی کو مٹا دینا چاہتا تھا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں باقاعدہ اعلان فرما دیا تھا کہ ''کوئی عرب، کسی عرب کے غلامی میں نہ رہے''۔ اور یہ حدیث نبوی ہے۔

(مبسوط سرخسی ۱۱۸/۱۰ نیز مسلم کانڈکٹ آف اسٹیٹ صفحہ ۱۳۲)

غلاموں، نوکروں اور مزدوروں کے ساتھ معاملات

اسلامی معاشرہ میں غلاموں کو ایک فردِ خاندان کی حیثیت دی گئی تھی، غلاموں کے

بارے میں اسلامی تعلیم کا لبِ لباب ابوذر غفاری کی اس حدیث سے معلوم ہوگا کہ

''رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تمھارے بھائی تمھارے خدمت گذار ہیں، خدا نے انھیں تمھارے قبضے میں دیا ہے۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے قبضے میں ہو، اُس کو چاہیے کہ جو خود کھائے وہی اس کو بھی کھلائے، اور جو خود پہنے وہی اس کو بھی پہنائے اور تم ان سے اس کام کو نہ کہو، جو ان سے نہ ہو سکے۔ اور اگر تم اس کام کے لیے ان سے کہو تو خود بھی ان کی مدد کیا کرو''۔ (بخاری، کتاب العتاق)

غیر مسلموں سے معاملات کی آزادی

ایک اور اہم اصول جس پر اسلامی نظام معاشیات کی بنیاد قائم ہے وہ غیر مسلموں سے معاملات کی آزادی ہے، چنانچہ قرآن میں یہ نص وارد ہے کہ

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (سورۂ ممتحنہ، آیت نمبر۔۸)

خداوند تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑتے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں سے معاملات اور خرید و فروخت کی ہے، آپ نے زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن رکھوائی تھی۔ (بخاری پ۱۰، کتاب الرہن)

ان بنیادی اصولوں کو عملاً اسلامی نظام معاشیات میں اختیار کر کے بتایا گیا ہے کہ کس طرح اسلامی معاشیات ایک دوسرے کے تعاون سے عالمی سطح پر عروج پر آ سکتا ہے

جس میں کسی طرح کی کوئی تفریق نہیں۔

اللہ تعالیٰ اسلام کے نظام کو صحیح انداز میں سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے

مزید وضاحت کے لئے ہماری دوسری کتابوں کا جو معاشیات سے متعلق ہیں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کا تعارف

نام۔	محمد سرور فاروقی ندوی
ولدیت۔	جناب محمد حنیف فاروقی
اعلیٰ دینی تعلیم۔	عالمیت، فضیلت و افتاء (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اختصاص۔	قرآن وفقہ (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
علیا تک کی عصری تعلیم۔	ایم، اے (لکھنؤ)
عالیہ تک کی عصری تعلیم۔	ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ (الہ آباد، یو، پی)
اردو کی اعلیٰ تعلیم۔	کامل اور معلم (علی گڑھ)
سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم۔	آچاریہ (بنارس)
اسلامی تدریبی کورس۔	جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ (سعودی عرب)

منصب اور موجودہ ذمہ داریاں

صدر ۔	جمعیت پیام امن (لکھنؤ)
صدر۔	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مانو سیوا سنستھان، (لکھنؤ)
صدر ۔	جامعہ دارارقم تعلیمی سوسائٹی (الہ آباد)
ڈائرکٹر۔	ارقم ماڈل اسکول (لکھنؤ)
ناظم۔	مرکز التوحید (لکھنؤ)
نائب ناظم۔	جامعہ دارارقم (فتحپور)
جنرل سکریٹری ۔	آل انڈیا، جمعیت دارالعمل (لکھنؤ)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (مفسر قرآن) کی اہم تصانیف

نام	مصنف	زبان	قیمت
۱- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔20x30/8)	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)	ہندی	۲۰۰
۲- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔20x30/16)	// // //	ہندی	۱۴۰
۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔20x30/32)	// // //	ہندی	۷۵
۴- تفسیر فاروقی (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	ہندی	۱۰۰
۵- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر۱ سے ۵ تک)		ہندی	۳۰۰
۶- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)		ہندی	۱۱۰
۷- جہاد، آتنک واد اور اسلام	//	ہندی	۱۱۰
۸- ہندی پترکارتا اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۶۰
۹- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (ہارڈ باؤنڈ)	//	ہندی	۱۱۰
۱۰- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (پیپر بیک)	//	ہندی	۹۰
۱۱- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۱۲- کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۱۳- رسول اللہ ؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	ہندی	۵۵
۱۴- صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	ہندی	۴۵
۱۵- اذان کیا ہے؟	//	ہندی	۲۰
۱۶- آؤ نماز کی اُور	//	ہندی	۳۲
۱۷- روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۱۸- حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰
۱۹- زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۲۰- آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	ہندی	۳۰
۲۱- جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰
۲۲- اسلام کی بنیادی معلومات سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۳۵
۲۳- رسول اللہ ؐ کی سیرت سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۳۰
۲۴- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	ہندی	۳۰
۲۵- آدھونک ہندی ویاکرن اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۹۰
۲۶- سورۂ فاتحہ کی تفسیر	//	ہندی	۳۰
۲۷- توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۳۰
۲۸- پوِتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	ہندی	۳۰
۲۹- اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے		ہندی	۴۰
۳۰- موبائل سے سمبندھت مسائل (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۱۵
۳۱- اللہ کے پیارے نبیؐ ایک نظر میں	//	ہندی	۱۵
۳۲- اسلام؟	//	ہندی	۰۵
۳۳- آخری رسول کب، کہاں اور کون؟	//	اردو	۹۰
۳۴- حضرت محمد ﷺ اور جزیرے عرب	//	اردو	۳۰
۳۵- غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی	//	اردو	۳۰
۳۶- اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات	//	اردو	۳۰
۳۷- قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	اردو	۳۰
۳۸- قرآن میں انسان کا مقام	//	اردو	۳۰
۳۹- اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	//	اردو	۳۰
۴۰- اسلامی قانون وراثت و میراث کی تقسیم	//	اردو	۳۰
۴۱- امتِ محمدیہ کہ عزت کا معیار اور میراث کی تقسیم	//	اردو	۳۰
۴۲- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	اردو	۴۰

۴۳۔ ہندو دھرم، ان کے فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف // اردو ۷۰

۴۴۔ حضرت محمدؐ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں // اردو ۲۰

۴۵۔ غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں // اردو ۶۰

۴۶۔ قیامت تک ہونے والے فتنوں کی پیشنگوئیاں (حدیث کی روشنی میں) اردو ۵۵

۴۷۔ طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں) // اردو ۳۰

۴۸۔ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم (اور کمزور طبقے کی کفالت) اردو ۳۰

۴۸۔ قرآن کے مطابق دولت کا استعمال اردو ۶۰

۵۰۔ زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں) // اردو ۱۵

۵۱۔ رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت (مستند کتب سیرت کی روشنی میں) // اردو ۲۰

۵۲۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے انمول موتی (سوال وجواب کی روشنی میں) اردو ۱۸

۵۳۔ رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں // اردو ۵۵

۵۴۔ داڑھی کی اہمیت شریعت کی روشنی میں // اردو ۳۰

۵۵۔ مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ // اردو ۳۰

۵۶۔ روزہ، تراویح، صدقہ، اور اعتکاف کے احکام ومسائل // اردو ۳۰

۵۷۔ حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ // اردو ۳۰

۵۸۔ اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں) // اردو ۳۵

۵۹۔ تفسیر کا بنیادی مأخذ // اردو ۲۰

۶۰۔ ہندوستان میں قرآن کے ترجمے کی شروعات // اردو ۲۰

۶۱۔ اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ // اردو ۲۰

۶۲۔ اسلام کا زرعی نظام // اردو ۴۰

۶۳۔ دولت کی پیدائش اور عطیات قدرت // اردو ۳۰

۶۴۔ مسلمانوں کے فرقے اور ان کے عقائد // اردو ۶۰

۶۵۔ حرام، حلال اور مباح چیزیں // اردو ۲۰

۶۶۔ الهندوسیا مبادی عوہا وعقائدوہا، منز ماتہا واحدافہا // عربی ۴۰

۶۷۔ ذکر محمدؐ فی الوید // عربی ۳۰

۶۸۔ محمد دی لاسٹ پروفٹ۔ انڈر دی شیڈ آف وید // انگریزی ۴۰

۶۹۔ محمد ﷺ انڈ اسٹیٹس اوف ورشپ // انگریزی ۳۰

۷۰۔ بیسک ٹیچنگ آف اسلام // انگریزی ۶۰

۷۱۔ دی سواڈ آف اسلام // انگریزی ۳۰

۷۲۔ آذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی // انگریزی ۲۰

۷۳۔ اسلام؟ // انگریزی ۷۰

۷۴۔ منتخب احادیث مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ // ہندی ۶۰
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

۷۵۔ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (مصنف: امام حرم عبداللہ السبیل)
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی ہندی ۱۰

۷۶۔ عقیدۃ الواسطیہ (مصنف: احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ) ہندی ۴۰
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

۷۷۔ سلاسل اربعہ (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی) ہندی ۱۵
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

۷۸۔ دار ارقم کا احسان انسانی دنیا پر مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی ہندی ۲۰

۷۹۔ مانو تا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے مصنف مولانا محمد حسنیؒ ہندی ۲۰
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

۸۰۔ یکساں سول کوڈ اور مہیلاؤں کے ادھیکار مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی ہندی ۲۰

۸۱۔ مالک ومخلوق میں شریشٹھ کون؟ (وچارک: محمد مصطفیٰ قادری) ہندی ۲۰
تصحیح وترتیب: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

۸۲۔ یتیموں کی کفالت (مصنف: محمد عامر صدیقی ندوی) ہندی ۲۰
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

اور

آپ ﷺ کی سنتیں

اس میں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کے کھانے پینے، سونے جاگنے، کپڑا پہننے، کنگھا کرنے، تیل لگانے ناخن کاٹنے، استنجاء کرنے، جوتا پہننے، انگوٹھی پہننے، مسجد اور گھر میں داخل ہونے، بازار جانے، گفتگو کرنے، وضو، غسل، اذان، نماز، دعاء، رمضان، عیدین، سفر، سلام، نکاح، میت اور اس سے متعلق سنتوں سے لے کر آپؐ کے اخلاق وعادات کا تفصیل سے ذکر ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی فتحپوری

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ-۲۰ (یو، پی)

رسول اللہ ﷺ کی سیرت

کے انمول موتی

اس میں حضرت محمد ﷺ کا خاندان، چچا، پھوپھیاں، والد، والدہ، رضاعی بھائی بہن، آپ ﷺ کی بیویوں اور اولادوں سے متعلق معلومات کے ساتھ آپ ﷺ کی پوری زندگی کا تذکرہ سوال وجواب کی شکل میں دیا گیا ہے، جو بچوں کے لئے مفید ہے۔

مصنّف

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ-۲۰ (یو، پی)

اسلامی کویز

سوال وجواب کی روشنی میں

بچّوں کے لئے اسلامی کورس

اسمیں اسلام کے عقائد، پاکی، ناپاکی، وضو، غسل، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وراثت قرآن، حدیث، اسلامی حکومت، سزائیں، عدالت، حقوق اور نبیوں و خلفاء راشدین سے متعلق معلومات سوال وجواب کی شکل میں دیا گیا ہے۔ جو بچّوں کا اسلامی ذھن بنانے کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ۔۲۰ (یو، پی)